© rasailojaraid.com

دوام حدیث سے
مولانا عزیز زبیدی، واربرٹن شیخوپورہ

تلمیحات روزہ

اس پار سے آواز آتی ہے:

روٹی! روٹی! ہائے روٹی!

جواب میں فرمایا! پر ہمیں یہ ضد ہے کہ آپ کھانا بھی چھوڑ دیں!

"عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ" (بخاری ومسلم)

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ابن آدم کی ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک زیادہ کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "پر روزہ (کی بات اور ہے) کیونکہ روزہ (صرف) میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا کہ وہ صرف میری ہی خاطر اپنی خواہشات اور (کھانا پینا) چھوڑتا ہے۔"

کھایا پیا جاتا ہے کہ جیا جا سکے، اگر کھانے پر مرنے لگیں تو یہ قلب موضوع کی بدترین مثال ہے۔ کمیونسٹ دنیا نے قلب و نگاہ کے بجائے ساری اہمیت ڈیڑھ بالشت آنت کو دے ڈالی ہے۔ یعنی ابن آدم کو انسان کے بجائے صرف "حیوان اور جانور" بنا ڈالا ہے۔ اس لئے ان کا اصرار ہے کہ بات قلب و نگاہ کی نہیں روٹی کی کیجئے، چنانچہ وہاں شور برپا ہے کہ کان میں پڑی آواز سنائی نہیں دیتی:

روٹی! روٹی! ہائے روٹی!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسلام کا ارشاد ہے کہ :

ہمیں یہ ضد ہے کہ کھانا ہی چھوڑ دو ! ہاں کھاؤ تاکہ جیو ! لیکن جیو تاکہ کھانے پر مر مر جاؤ، یہ ایک گھٹیا مصرف ہے جو آپ نے زندگی کے لئے تشخیص کیا ہے ۔

جینے سے غرض، خدا جوئی اور رضا یابی ہے ۔ اور یہ تبھی ممکن ہے کہ کھانے پینے کے دھندے میں انسان سارا نہ کھپ جائے ۔ اس میں کھپ جانے کے بعد انسان باقی کتنا رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے مالک کو بھی تلاش کرے ! یہی وجہ ہے کہ جنہوں نے روٹی کا نعرہ بلند کیا ہے، ان کے حلقوم سے خدا کے نام کی صدا کبھی بلند نہیں ہوئی ۔ کیونکہ اب انسان باقی بچا ہی نہیں جو خدا کو بھی تلاش کرے ۔ چنانچہ آپ نے یہ بات بھی سنی ہوگی کہ ان جانوروں نے خدا کا بھی جنازہ نکال دیا تھا ۔ کیونکہ خدا کو باقی رکھنے کے بعد وہ وقت کہاں سے لائے جو خدا کے حضور پیش ہونے کے لئے ضروری ہوتا ہے ۔ اس لئے انہوں نے، " رہے بانس نہ بجے بانسری "، کے اصول پر عمل کیا ہے کہ خدا رہے نہ اس کی فکر دامن گیر ہو !

اسلام روٹی کا مخالف نہیں ہے بشرطیکہ روٹی کو روٹی کے درجہ میں رکھا جائے، اگر روٹی کو خدا بنا لیا جائے تو پھر وہ ان کی اس بھدی دریافت پر کیسے صاد کرے ؟

بہرحال اسلام کا یہ اصرار ہے کہ :

روٹی تمہارا خدا نہیں ہے، تمہارا خدا وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے، اگر آپ نے روٹی کو بھی خدا کے کہنے کے مطابق چھوڑ دیا تو یقین کیجئے، وہ بھی تمہیں مایوس نہیں کریگا ۔ اس کی جزا وہ خود دیگا، اپنے بیمثال ہاتھ سے دیگا اور اس قدر دیگا کہ بیساختہ آپ بول اٹھیں گے : بس، بس، الٰہی بس ! بے شمار اور ان گنت سلسلہ شروع ہوگا کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے —— یہ آتش بر دوش زندگی یوں گلزار بن جائے گی کہ آپ کے تو گمان میں بھی یہ بات نہیں ہوگی ۔

بعض بزرگوں کا کہنا ہے کہ : " انا اجزی بہ " کا مفہوم یہ ہے کہ میں خود ہی اس کی جزا ہوں، یعنی میں آپ ہی اسے مل جاؤنگا ۔ ظاہر ہے کہ انسان کا سب سے بڑا لالچ کھانا پینا ہے ۔ جب اسے ذاتِ حق کی رضا اور خدا جوئی کے جذبہ سے چھوڑ دیا، تو پھر اسے خدا سے ورے اور کوئی چیز کیا درکار ہو سکتی ہے ؟ اس لئے فرمایا کہ جس کی اسے تلاش تھی، اب اسے وہی دبذہی جائے گی یعنی خود خدا —— اور جسے خود خدا مل جائے اسے اور کیا چاہیئے !

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ ”عن انس بن مالک قال دخل رمضان فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اِنَّ هٰذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ وَفِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٍ“ (رواہ ابن ماجۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یہ مبارک مہینہ تمہارے پاس آگیا ہے اس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ جو اس سے محروم رہا وہ ہر خیر سے محروم رہا اور اس کی خیر سے صرف وہی محروم رہتا ہے جو ازلی بے نصیب ہوتا ہے۔“

وہ مبارک رات (شب قدر) انہی روزوں کے صدقے میں ہاتھ آتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو ماہ رمضان کے روزوں سے بے تعلق رہتے ہیں، اس رات میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ان تمام بھلائیوں سے بھی محروم ہو جاتے ہیں جو انسان کو ح[illegible]ئیوں سے ہمکنار کر سکتی ہیں یا ایک بھلے آدمی کی حیثیت سے جینے کی توفیق ملتی ہے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو کمیونسٹ ہوتے ہیں، وہ ابدی اقدار تو بڑی چیز ہے، عام انسانی اخلاق سے بھی عموماً محروم ہو جاتے ہیں۔ بلا کے منہ پھٹ، انتہائی حاسد، حد درجہ کے خودغرض ہوتے ہیں۔ روٹی کے ایک ایک لقمہ کیلئے ملک و قوم کی عافیتوں کو آگ لگاتے ہوئے بھی نہیں شرماتے، جوڑ توڑ اور توڑ پھوڑ ان کی سیاسی حکمتِ عملی کا بنیادی پتھر ہے، عوام میں کشیدگی قائم رکھنا ان کی شاطرانہ چالوں کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ گو اپنا گھر کتنا بھرا ہو، بہرحال وہ بھوکوں کی طرح خلقِ خدا کو للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھتے رہیں گے۔ بلا کے بھوکے، اُف!

اسلام میں ان کوڑھیوں کی دوا ایک روزہ بھی ہے۔ اگر یہ لوگ روزوں کی ان تلمیحات اور برکات کا احساس کر لیں تو امید ہے وہ ان کو اپنا کر فی سبیل الخیر، (روٹی) کے سلسلے کے فساد، کرب و اذیت کے اندرونی انگاروں سے ضرور چھٹکارا پا لیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

”هَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ـــــ؟

۳۔ ”عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.. فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل ... فلما کانت الخامسة حتی ذهب شطر اللیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

..... فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ " (رواہ ابوداؤد)

"حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ روزے رکھے (جب تیئیسویں رات ہوئی) تو آپ نے تہائی رات تک نماز (تراویح) پڑھائی ... پھر جب (پچیسویں) رات ہوئی تو آدھی رات تک نماز پڑھائی ... جب ستائیسویں رات ہوئی تو آپ نے اپنے اہل وعیال اور لوگوں کو جمع کر کے ہمیں نماز پڑھائی، یہانتک کہ ہمیں سحری کھانے کے فوت ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا"

شروع میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز تراویح نہیں پڑھائی کہ کہیں یہ بھی امت پر فرض نہ ہو جائے، جب اخیری عشرہ آیا تو آپ نے ایک دن تہائی رات تک، پھر ایک دن آدھی رات تک اور پھر سحری تک نماز تراویح پڑھائی ــــ الغرض جوں جوں دن بڑھتے گئے، قیام لمبا کرتے اور رات گئے تک اسے بڑھاتے گئے۔

بیس اور آٹھ رکعت تراویح پر سر پھٹول کرنے والوں کو کبھی اس سنت کے احیاء کا بھی خیال آیا؟ گو عہدِ صحابہ میں کم وبیش پڑھی جاتی رہی ہیں، تاہم مرفوع اور صحیح حدیث سے آٹھ ہی رکعت ثابت ہیں۔ تاہم اگر کوئی شخص بعض وجوہ کی بنا پر اس سے کم وبیش پڑھتا ہے تو ہم اسے گردن زدنی نہیں کہتے ۔ ہاں جو بات اس میں "روح اور جان" کی حیثیت رکھتی ہے وہ نماز تراویح کی کیفیات ہیں روز بروز اضافہ اور اسی نسبت سے قیام لمبا اور وقت طویل کی بات ہے جس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ کیا کبھی اس سنت پر عمل کرنے کیلئے بھی دل میں کوئی تحریک پیدا ہوئی؟ ــــ یہ یاد رہے کہ جو لوگ اسے سنتِ عمر بتاتے ہیں، انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے آخری حصہ میں نماز تراویح کے ادا کرنے کو زیادہ پسند فرماتے تھے (قیام اللیل للمروزی) غالباً اس لئے کہ یہ تراویح تہجد کے قائم مقام پڑھی جاتی ہیں۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ تہجد کا وقت رات کا اخیری حصہ ہے۔

یہ ایک واقعہ ہے کہ شروع کی نسبت رات کے پچھلے حصے نماز تراویح کیلئے زیادہ نزخیز ثابت ہو سکتے ہیں، مگر آپ ہیں عشاء اور تراویح ملا کر رات کے شروع میں ایک گھنٹہ کے اندر اندر فارغ ہو جاتے ہیں ــــ ہاں اگر وتر ایک رکعت ہے یا دو، تراویح آٹھ ہیں یا بیس، فطرانہ کا صاع چار سیر بنتا ہے یا ۲ سیر ۲ چھٹانک؟ پر تبادلہ خیال شروع ہو تو سحری تک اس جہاد کا سلسلہ دراز ہو سکتا ہے ــــ خدارا ہوش کرو عقل کے ناخن لو!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہم یہ نہیں کہتے کہ مندرجہ بالا مسائل پر علمی حیثیت سے اپنی رائے کا اظہار ہی نہ کیا جائے، بلکہ گزارش یہ ہے کہ ان کو شغل بنا کر ماہِ رمضان کی برکات کو ضائع نہ کیا جائے۔ اگر واقعی آپ کو سنت کی حیثیت سے ان سے دلچسپی ہے تو مبارک بات ہے۔ لیکن ماہِ رمضان میں سنت تنہا یہی دو تین مسئلے نہیں ہیں، اور بھی ہیں اور وہ ان سے زیادہ نتیجہ خیز بھی ہیں، ان کے احیار کے لئے کوشش کیجئے! ساری عمر رات کے شروع میں تراویح پڑھتے گزر گئی ہے۔ اب آدھی رات اور پھر سحری تک بھی ان کو لے جائیں۔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ عظیم سنت ہے اور یہی فاروقی اسوہ بھی ہے بہرحال ہم اس امر کے سخت خلاف ہیں کہ روزے آئیں تو تراویح کی گنتی کے سوا روزوں کی دوسری عظیم سنن کا خیال بھی نہ آئے اور جس خانۂ خدا میں ذکر اللہ کی ریل پیل ہونی چاہیئے اسی کو دنگل بنا کر اب میخانہ بنا ڈالا جائے جہاں ہر بھلے آدمی کی پگڑی اچھلتی ہے۔ یقین کیجئے، اس انداز سے ماہ رمضان منانے سے ہمیں رمضان کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

۵ "عن الربیع . . . فکنا بعد ذالک نصومہ و نصوم صبیاننا الصغار منھم . . ونذھب الی المسجد فنجعل لھم اللعبۃ من العھن فاذا بکی احدھم علی الطعام اعطیناھا ایاہ عند الافطار" (بخاری مسلم)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے بعد ہم یوم عاشورا کے روزے خود بھی رکھتے اور اپنے ننھے منے بچوں کو بھی رکھوانے اور ان کو ہم (اپنے ہمراہ) مسجد میں لے جاتے اور ہم ان کیلئے رنگین اون کے کھلونے بنا لیتے۔ چنانچہ جب وہ کھانے کیلئے مانگتے تو ہم یہ کھلونے ان کو دیکر بہلاتے یہاں تک کہ افطاری کا ٹائم ہو جاتا۔"

۶ رمضان میں ایک بدمست کو حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا: تیرا ناس ہو! ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں، پھر اس کو سزا دی:

"قال عمر لنشوان فی رمضان: ویلک وصبیاننا صیام فضربہ" (بخاری)

حافظ ابن حجرؒ نے سعید بن منصور سے اس قصے کی تفصیل لکھی ہے کہ ایک شرابی نے رمضان میں شراب پی لی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: تیرا منہ کالا، تیرا ناس ہو، ہمارے تو بچے بھی روزے سے ہیں۔ پھر اس کو اسی کوڑے مار کر دیس بدر کر دیا۔

"ان عمر بن الخطاب اتی برجل شرب الخمر فی رمضان . . . فقال عمر علی وجھہ ویحک وصبیاننا صیام ثم امر بہ فضرب ثمانین سوطا ثم سیرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الی الشام" (فتح الباری)

رمضان سے پہلے عاشوراء کے روزے فرض تھے۔ اس کی بھی اس وقت اتنی پابندی کی جاتی تھی جس طرح ماہِ رمضان کی، چنانچہ آپ نے دودھ پلانے والیوں سے کہہ دیا تھا کہ مغرب تک بچوں کو دودھ نہ پلایا کریں:

"ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یأمر . . . . ان لا یرضعن الی اللیل اخرجہ ابن خزیمۃ وتوقف فی صحتہ و اسنادہ لا باس بہ" (فتح الباری)

ماہ رمضان میں چھوٹے چھوٹے مسئلوں پر دنگل رچانے والوں نے کیا کبھی یہ سنت بھی ادا کی؟ دراصل جن چیزوں کی وجہ سے ماہِ رمضان کے روزوں میں جان پڑتی ہے، اس طرف تو ہمارا دھیان نہیں ہے، اور جن کے بغیر گزارہ ہو سکتا ہے، ان میں بدمزگی کو طول دے کر روزوں کی برکتوں کو گنواتے رہتے ہیں۔ اللہ ہوش دے!

۶۔ "عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ" (بخاری)

"فرمایا: جو غلط بکنا اور غلط کام نہیں چھوڑتا، اللہ کو اس کے کھانا اور پینا چھوڑنے سے کوئی دلچسپی نہیں!"

کیا آپ نے اس اعتبار سے بھی اپنا اور خلقِ خدا کا جائزہ لیا اور اس ضیاع سے باز رہنے کے لئے جتن کئے؟ اگر نہیں کئے تو غور کیجئے، آپ آٹھ اور بیس کے چکروں میں لڑتے جھگڑتے اچھے لگتے ہیں؟ گویا کہ آپ خانۂ خدا کے دشمن ہیں، سنت کے عاشق نہیں ہیں۔ ورنہ یہ کیسے ممکن ہوتا کہ آپ رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان مبارک سنتوں سے غافل رہتے جو آٹھ اور بیس سے کہیں زیادہ اہم ہیں۔ بلکہ جو لوگ روزہ رکھ کر قول و عمل میں غیر محتاط نظر آتے ہیں، آپ لوگ ان کو اس قدر اجنبی نگاہ سے نہیں دیکھتے جتنے بیس رکعت والے آٹھ رکعت والوں کو اور آٹھ رکعت والے بیس رکعت والوں کو دیکھتے ہیں، آٹھ یا بیس جتنی سمجھ میں آئی ہیں، وہ پڑھتا تو ہے۔ اور جو سرے سے روزہ رکھتے ہی نہیں، یا رکھتے تو ہیں مگر ان کو گنوا دیتے ہیں، ان کو تو آپ کچھ کہتے نہیں اور جو تھوڑا بہت کرتے ہیں، آپ لٹھ لے کر ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھی تراویح پڑھنا چھوڑ دیں؟

بہر حال جتنی رکعتوں پر آپ مطمئن ہیں اتنی ہی پڑھیں، علمی حد تک تبادلۂ خیال کو جی چاہے تو وہ بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیشک کرلیں ۔ مگر ایک دوسرے کے خلاف " پاک بھارت جنگ " کا سماں پیدا نہ کریں ۔ اور پھر اس طرح پڑھیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پڑھی ہیں اور ماہ رمضان میں اس ماہ اور روزوں سے متعلقہ جتنی سنتیں ہیں، ممکن حد تک ان سب کے اختیار کی کوشش کریں ۔ اس عمل اور جذبہ کی وجہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو بے حساب اجر و ثواب ملے گا ۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو !

۷ ۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ "

(رواہ البخاری)

" حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عید کا دن آتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راستہ بدل لیتے ۔"

سچا روزہ انسان کی پوری زندگی میں انقلاب برپا کر دیتا ہے ۔ اس سے اس کی کایا پلٹ ہو جاتی ہے ، زندگی کی خامیاں چھوٹ جاتی ہیں ، اس میں استحکام پیدا ہو جاتا ہے ، بری قدریں غائب ہو جاتی ہیں ، صالح افکار ڈیرے ڈال لیتی ہیں ، رب سے بچھڑے ہوئے پھر سے اپنے رب سے جڑ جاتے ہیں بالغرض روزہ کی وجہ سے وہ انسانِ مطلوب اور بندۂ مومن پھر آموجود ہوتا ہے جس کے دم قدم سے حق کا بول بالا ہو جاتا ہے اور وہ " انی جاعل فی الارض خلیفۃ " کا حسین اور مبارک مظہر قرار پا جاتا ہے ۔

بس یہ راستہ کا اختلاف اور انقلاب اس عزم کا اعلان ہوتا ہے کہ :

الٰہی ہم باز آئے ، باز آئے ، پہلی نادانیاں چھوڑ کر اب پھر تازہ دم ہو کر تیرے حضور حاضر ہو گئے ہیں ، زندگی کی پوری لائن تبدیل کر کے آئے ہیں اور اب ہمیں روٹی کا کتا بن کر نہیں رہنا بلکہ تیرے نام کا ڈنکا بجا کر دم لیں گے ۔ اللہ اکبر ، اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد !

روزہ دار !

آج آپ بھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ کیا آپ کے روزے بھی یہی رنگ لائے ؟ کیا واقعی آپ کی زندگی میں انقلابِ صالح برپا ہو گیا ؟ کیا آپ حق کا بول بالا کرنے کے قابل ہو گئے ؟ اگر جواب " ہاں " ہے تو عید مبارک ہو ——— اگر جواب نہیں میں ہے تو لوگ عید منائیں اور آپ کسی گوشہ میں بیٹھ کر اور جی بھر کر اپنی ناکامیوں پر روئیں اور خدا سے معافی مانگیں ، شاید اللہ کرم کر دے !

© rasailojaraid.com